



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پانچواں بجٹ اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 12 جولائی 1997ء بمطابق 06 ربیع الاول 1418 ہجری بروز ہفتہ۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
04	وقفہ سوالات -	2
09	رخصت کی درخواستیں -	3
09	Zero Hour	4
20	قرارداد نمبر 11 منجانب: مولانا امیر زمان، رکن اسمبلی۔	5
25	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	6

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالجبار

ڈپٹی اسپیکر-----مولوی نصیب اللہ

## ایوان کے افسران

جناب اختر حسین خاں-----سیکرٹری اسمبلی

جناب محمد اعظم داوی۔۔۔ ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب ممتاز حسین-----چیف رپورٹر



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12 جولائی 1997ء بمطابق 06 ربیع الاول 1418 ہجری بروز ہفتہ بوقت صبح 11 بجکر 30 منٹ پر زبردست مولوی نصیب اللہ، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کورٹ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَیُخْرِجُ الْمِیْتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحِیُّ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط  
وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۱﴾

﴿پارہ نمبر ۲۱ سورۃ الروم آیات نمبر ۱۹ تا ۲۱﴾

ترجمہ: سو پاک اللہ کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔ اور اسی کی خوبی ہے آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دو پہر ہو۔ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مرنے کی پیچھے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقفہ سوالات۔ میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب سوال

نمبر 154 پیش کریں۔ On his behalf Question No.154.

جناب محمد اسلم بلیدی: No.154 (بتوسط میر محمد اسلم بلیدی)

کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، یکم جولائی 1996ء تا اپریل 1997ء کے دوران صوبہ میں موجود پولٹری فارم کے نفع و نقصان کی تحصیل / ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات: (جواب موصول نہیں ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی ضمنی سوال اگر ہو؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: اس سوال کا جواب پہلے یہ لکھا ہوا تھا کہ ”جواب نہیں ملا“ اب بالکل یہی بات ہم

کرتے ہیں کہ اس وقت پھر ایسے موقع پر جب ہاؤس کی sitting شروع ہو رہی ہے اور یہ جو یہاں رکھ لیتے ہیں یہ طریقہ، محکموں اور منسٹرز کو کہ وہ یہ طریقہ اختیار نہ کریں بلکہ وقت پر پہنچائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالرحیم صاحب! بار بار آپ کے سامنے کہہ چکے ہیں کوشش کریں گے کہ محکمے اس کے پابند ہوں،

وہ بروقت جواب پہنچائیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب ذرا ہدایت دے دیں یہ کوشش تو پھر کوئی نہیں کرے گا۔ کیوں کہ یہ بڑا یعنی اس

کے معنی یہ سوال جب آیا اور اس کا جواب نہیں ہے اور ہاؤس نے اسٹڈی نہیں کی ہے۔ وہ اس پر کوئی سپلمنٹری کر ہی نہیں سکتے۔

اس لیے جناب والا! آپ کی طرف سے اس پر سختی ہونی چاہیے۔ اور پھر اس میں میری سپلمنٹری ہے سوال نمبر 154۔ یہاں جو

لکھا گیا ہے کہ جولائی 96ء سے اپریل 97ء تک نفع و نقصان درج ہیں۔ اب یہ جناب والا! اس میں آپ دیکھیں 20 پولٹری

فارم ہیں اور بیسوں کے بیس کی آمدنی کم ہے اور خرچہ زیادہ ہے، اور پھر نیچے لکھا گیا ہے کہ خرچہ میں تنخواہیں والا وٹنسز وغیرہ۔

میرے خیال سے میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ تنخواہ اور والا وٹنسز تو ADP میں دیئے جاتے ہیں، nondevelopment،

وہ تو وہاں سے دیا جاتا ہے۔ اب یہ اتنا خرچہ لاکھوں روپے کا اور اس میں آمدنی کم خرچہ زیادہ۔ محکمہ اس کی کوئی وضاحت

کر سکتا ہے؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: یہ جی پرانی کارکردگی ہے۔ حالانکہ مجھے بھی یہ احساس ہوا ہے کہ واقعی پولٹری فارموں

میں خرچہ آمدنی سے زیادہ ہوا ہے۔ میں نے اسکے لیے باقاعدہ ہدایت جاری کر دی ہے کہ آئندہ ایسا نہ ہو جائے، حالانکہ میں

نے اس کے لیے باقاعدہ تحقیقات شروع کی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پہلے یہ بہانہ کیا ہے کہ ماضی کی کارکردگی۔ تو میں یہ وزیر صاحب سے پوچھوں گا کیا وہ

آئندہ تین مہینے کی یہاں progress دکھائیں گے کہ آمدنی زیادہ ہو کر چہ کم ہو؟ کوئی وعدہ کر سکتے ہیں وزیر صاحب کہ تین یا چھ مہینے میں؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: اس کے لیے تو میری کوشش جاری ہے کہ آمدن بڑھ جائے کم از کم یہ ہے کہ گورنمنٹ خسارہ میں نہیں جائے۔ یہ تو ابھی تین مہینے میں تو میں تو کوشش ابھی جوئی۔۔۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! آپ کے ذریعے سے محکمے کے بارے میں آپ انکو آڑی کریں گے، already جو کچھ ہوا ہے؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: انشاء اللہ و تعالیٰ، بالکل میں نے پہلے بھی کہا میں انکو آڑی کر رہا ہوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھمتران: یہ ہمارے سامنے جواب پڑا ہے۔ اب جیسے کوئٹہ پولٹری فارم اٹھارہ لاکھ اکنا نوے ہزار چھ سو انہتر آمدنی ہے۔ تو اس وقت جو بھی ادارے چل رہے ہیں جو نقصان میں جا رہے تھے پاکستان لیول پہ، میری تجویز ہے کہ انکو پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیا جائے۔ اس سے بہتر نہیں ہوگا کیونکہ اس وقت آپ دیکھیں مرغی کی قیمت 70.80 روپے کلو تک پہنچ گئی اس کے باوجود یہ نقصان میں چل رہے ہیں تو اسکو پرائیویٹائز کر دیا جائے تو میرا خیال ہے یہ حکومت کے لیے فائدہ مند ہے۔ وزیر صاحب اس میں ہماری تجویز سے کس حد تک اتفاق کریں گے؟ اور پانچ مہینے ہو گئے۔

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: جی ابھی ہم غور کر رہے ہیں جو نقصانات ہو رہے ہیں ان کو ہم کیسے قابو کر لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں کہوں گا کہ جناب والا، آئینہ ممبر کی وہ تجویز کہ پرائیویٹائزیشن، ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ جو پبلک سیکٹر میں جو کچھ ہے اس کو پرائیویٹائز نہ کیا جائے۔ یہ مہربانی کریں، اسی سے تو یہ طریقہ لوگوں نے نکالا ہے کہ جب پبلک سیکٹر میں گورنمنٹ خرچہ کر کے عوام کی صحیح خدمت آج کی معیشت کی ترقی کے لیے ضروری ہوتی، اس دوران میں عملہ وہاں کرپشن کرتا ہے اور نقصان ہوتا ہے۔ اور اُس سے دوسرا بہانہ بناتے ہیں اور انکو پرائیویٹائز کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کریں کم از کم یہ مسئلہ اس طرح نہ لیں۔ البتہ منسٹری باقاعدہ انکو آڑی کرے اور جو لوگ اپنے فرائض صحیح انجام نہیں دیتے ہیں اور وہ کرپشن کرتے ہیں، اُن کو قانون کے مطابق سزا دی جائے اور اُن کو باقاعدہ محکمانہ کارروائی کے تحت بھی سزا دی جائے۔ یہ پرائیویٹائزیشن کے بارے میں کچھ یہاں پبلک نے خرچہ کیا ہے اُس کو ضائع نہ کریں۔

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: ہم انشاء اللہ انکو آڑی کر رہے ہیں ان پر قابو پالیں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ مہینے میں انہوں نے اس

میں بہتری لائی ہے یا کیا کیا ریفرمز کیے ہیں تاکہ اس کا وہ جو نقصان کی طرف رجحان ہے وہ فائدے کی طرف آئے؟ کیا ایوان کو مطلع کریں گے کہ پچھلے پانچ مہینوں میں انہوں نے کیا اقدامات کیے ہیں کیوں کہ last five months سے موجودہ گورنمنٹ ہے؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: جب سے میں نے یہ محکمہ سنبھالا ہے، کوئی ایسے پولٹری فارم تھے کہ جن میں ایک بھی مرغی نہیں تھی۔ تو میں نے ان کے لیے کچھ فنڈز مہیا کیے ہیں ان میں چوزے رکھیں۔ ابھی جونئی اُس کی آمدنی شروع ہے، کوئی انڈا دے رہا ہے، کوئی گوشت کے لیے، وہ اس کا ابھی تک مجھے اتنا پتا نہیں بعد میں ہم آپ لوگوں کو رزلٹ دے دیں گے۔  
جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال نمبر 155 میر عبدالکریم صاحب نوشیروانی۔

میر محمد اسلم بلیدی : on his behalf سوال نمبر 155

کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم مطیع فرمائیں گے کہ، صوبہ میں اس وقت کن کن اضلاع میں کتنے ڈیری فارم اور پولٹری فارم قائم کئے گئے ہیں۔ نیز مذکورہ ڈیری فارموں میں موجودہ ولایتی نسل کے جانوروں کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات: (جواب موصول نہیں ہوا)

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپلیمنٹری اس پر ہے ادھر یہ جو تعداد دی گئی ہے آپ کے ٹوٹل مولیشنوں کے 656 فارمز، اور اگلے سوال میں جو اس کا ٹوٹل خرچ دکھایا گیا ہے وہ کوئی 96-1995ء کا جو خرچہ دکھایا گیا ہے 26 کروڑ 87 لاکھ۔ اس طریقے سے اگر آپ حساب لگالیں تو میرا خیال میں ایک جانور پر سالانہ دس لاکھ روپیہ خرچہ آتا ہے یا کتنا آتا ہے؟ حساب میں اگر ٹوٹل کر دوں۔

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: جناب! وہ آپ لوگوں کے زمانے کا ہے۔ میں ابھی اسکو کنٹرول کر رہا ہوں۔ وہ تو سابقہ تھا جو آپ لوگوں نے کیا ہے تو ہم لوگ اسکو، اس سال کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نقصان کو کم کریں، آمدن کو بڑھائیں۔  
شیخ جعفر خان مندوخیل: نہیں 26 کروڑ روپے کا آپ کس طرح تناسب برابر کریں گے، 656 گائے؟ جیسے پہلے بھی میں نے سوال کیا تھا اسی پر میں دوبارہ سیکنڈ سپلیمنٹری کروں گا کہ کیا حکومت کے ذہن میں اقدامات ہیں کہ یہ آپ کے جو انڈے ڈالے ہوئے ہیں اُس میں یا دوسرے ہیں اس سے کتنی بہتری ہو جائے گی؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اس کو فارغ ہی کر دیا جائے؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: جی، ہم لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جو پہلے کی جو خامیاں تھیں وہ ہم انکو دُور کریں۔  
مولوی عبدالباری: پوائنٹ آف آرڈر جناب! میں آنرےبل ممبر سے یہ کہوں گا کہ انہوں تو بالکل ہی فارغ کر دیا، ہم تو اس کو سنوارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے تو اس کو بالکل عدم پتہ ہی کر دیا۔ ان کے زمانے کا ہے جناب! آپ دیکھیں

جب انڈے تک نہیں چھوڑیں تو بس باقی آپ کے سامنے ہے آپ خود دیکھ لیں جی۔ Thank you  
شیخ جعفر خان مندوخیل: شمریز خٹک کا تو اطلاع ملی ہے کہ آپ لوگوں نے اس کو سنوار دیا ہے، ابھی پتہ نہیں ادھر کیا  
سنواریں گے۔

نواب ذوالفقار علی گسی (قائد ایوان): جناب اسپیکر! اس پر کچھ میں عرض کروں۔ یہاں جو تعداد دی ہے کل جانوروں کی  
انہوں نے کہ یہ جو انکے فارمز ہیں وہ کوئی 656 ہیں۔ اور جیسے کہ جعفر مندوخیل صاحب نے فرمایا کہ ان پر کل خرچہ کوئی  
26 کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اب یہ خرچہ صرف ان جانوروں پر نہیں ہے کوئی اگر اس سوال کو سمجھے۔ یہ جو ملازم ہیں اس محکمے  
میں یہ ٹوٹل اخراجات ہیں اُس محکمے کے۔ اگر پانچ یا چھ سو جانوروں پر 26 کروڑ خرچ ہوتے ادھر تو بڑی عبرت کی بات تھی۔  
وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: ملازموں کا بھی اس میں خرچہ ہے، سب کا خرچہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال نمبر 156 میر عبدالکریم صاحب نوشیروانی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی (توسط میر محمد اسلم بلیدی)

جناب محمد اسلم بلیدی: Question No.156

کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، سال 1994 تا 1996ء کے دوران مذکورہ محکمہ کو مختلف ذرائع  
سے حاصل شدہ کل آمدنی اور خرچ کی تفصیل بیان فرمائیں گے؟  
وزیر امور پرورش حیوانات:

محکمہ امور پرورش حیوانات بلوچستان مختلف ذرائع یعنی ڈیری، کیٹل، پولٹری، شپ، گوٹ فارموں کے دودھ کی فروخت،  
جانوروں، مرغیوں، انڈوں اور ادویات کی فروخت اور دیگر ذرائع سے سال 1994ء تا 1996ء سے کل آمدنی کی تفصیل  
مندرجہ ذیل ہے:

سال 1994-95ء، بجٹ: -/225812798، ٹوٹل آمدن: -/30987993، ٹوٹل خرچہ: -/225126425

سال 1995-96ء، بجٹ: -/268728050، ٹوٹل آمدن: -/24669544، ٹوٹل خرچہ: -/267765635

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یعنی یہ ذرائع تقسیم دکھائی جائے کہ پولٹری فارم، ڈیری فارم، یا دوسرے Goats  
Farms پر خرچہ کتنا ہے اور سروسز پر خرچہ کتنا ہے؟ یہاں جو خرچہ دکھایا گیا ہے یہ وزیر صاحب بتائیں گے (مداخلت) نہیں  
وہی 156 ہیں۔ اصل میں سوال پہلے ہوا تھا وہ جو اسکو ملا کر بات ہوئی تھی اب سوال نمبر 156 ہے۔ تو اسمیں میں یہ پوچھوں گا کہ  
1995-96ء میں بجٹ 26 کروڑ 87 لاکھ۔ ٹوٹل آمدنی 2 کروڑ 46 لاکھ۔ ٹوٹل خرچہ 26۔ تو یہ آمدنی 2 کروڑ

کل آگئی۔

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: جی یہ ڈیری فارموں کی ہے۔ اس میں تو ہم نے کہا تھا یہ ملازموں کا خرچہ بھی اس میں سارے شامل ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ آپ تقسیم کر کے بتائیں گے؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: یہ تو بعد میں کر لیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں! یہ تقسیم کر کے آپ ذرا دیکھیں ہمیں کل بتادیں۔

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: ہاں ان کے لیے پھر بیشک بتادیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کل چیمبر میں بتادیں کہ یہ انکا خرچہ ہے آپ کی آمدنی، خرچہ، بجٹ۔ ہاں جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال نمبر 157 میر عبدالکریم صاحب نوشیروانی۔

میر محمد سلیم بلیدی: سوال نمبر 157۔

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات: صوبے کے مختلف اضلاع میں اچھے نسلوں کے جانور پالنے اور فنڈز کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میر محمد سلیم بلیدی: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگلا سوال پکاریں۔ سوال نمبر 198 جناب عبدالرحیم خان صاحب مندوخیل۔

☆ 198 جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء تا ستمبر 1997ء کے دوران صوبہ کے خرچ پر کتنے ڈاکٹروں کو اندرون و بیرون ملک وظیفوں پر اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ڈاکٹروں کے نام، مع ولدیت، تعلیمی کوائف، تاریخ تعیناتی اور ضلع و رہائش کی تفصیل دی جائے۔ نیز ہر ڈاکٹر پر آمدہ خرچ کی فرداً فرداً تفصیل بھی دی جائے۔

(ب) مذکورہ وظائف پر بھیجنے کے لئے بنیادی ضروری شرائط کیا رکھی گئی تھیں نیز کیا مذکورہ وظائف کی عام تشہیر کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کن کن رسائل یعنی کن اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے اشتہار دیئے گئے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت و امور پرورش حیوانات:

(الف) محکمہ پرورش حیوانات حکومت بلوچستان نے سال 1993ء سے سال 1997ء تک اندرون و بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجے گئے ان کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز ان ڈاکٹروں کو ایشیائی ڈویلپمنٹ بینک

کے تعاون سے مختلف ممالک میں برائے ٹریننگ بھیجے گئے ان پر محکمہ کی طرف سے کوئی خرچ نہیں ہوا ہے۔ مزید تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) مذکورہ وظائف پر بھیجنے کے لئے شرائط، سنیارٹی رکھی گئی تھی کیونکہ یہ ڈاکٹروں کے لئے تھے۔ اسی وجہ سے ٹی وی اور اخبارات میں ان کی تشہیر کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کوئی ضمنی ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔ جی رخصت کی درخواستیں اگر کوئی ہوں سیکرٹری اسمبلی صاحب پیش کریں۔

جناب اختر حسین خاں (سیکرٹری اسمبلی): نوابزادہ سلیم اکبر گٹی صاحب وزیر تعلیم سرکاری کام کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لیے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر ظہور حسین کھوسہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اسرار اللہ زہری صاحب، وزیر بلدیات نے سرکاری دورے پر جب اور خضدار تشریف لے گئے ہیں

اس لیے انہوں نے آج 12 اور 15 جولائی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک محمد سرور خان کا کڑنے ذاتی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست

کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب اسلم گچی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا آج سے 17 جولائی تک اجلاس سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

تحریک استحقاق اور اسی طرح تحریک التوا آج نہیں ہیں۔ Zero Hour پر بحث میں جو معزز رکن حصہ لینا چاہتے ہیں تو

گزارش ہے کہ وقت کا خاص خیال رکھیں اور اختصار سے کام لیجئے گا۔

سردار عبدالحفیظ خان لوئی: جناب اسپیکر! 8 جولائی کو جو اسمبلی کی اجلاس میں میر عبدالکریم نوشیروانی ایم پی اے صاحب نے سوال نمبر 155, 150 کے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے اپنے محکمے کی خرید کردہ رگوں میں تفصیلات ایوان سے چپائی ہیں۔ اس لیے ہمارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جسکا ثبوت ہمارے سامنے ہے۔ لہذا ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر وزیر صاحب کو اپنے محکمے سے تفصیلات نہیں ملتی ہیں تو اس سے میرے خیال میں وزارت سے مستعفی ہونا چاہیے تھا جو کہ اسی table پہ اس نے کہا تھا کہ ہم اپنے محکمے کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب استحقاق تو کوئی نہیں آیا ہے۔ Zero Hour پر صرف مسائل چلائے جائیں۔

سردار عبدالحفیظ خان لوئی: استحقاق لائیں گے۔ تو استحقاق لائیں اور یہ جو اس نے غلط بیانی کی ہے اس کا میں ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب باقاعدہ نوٹس لے لیا ہے۔

سردار عبدالحفیظ خان لوئی: جو کہ میں آپ کو بتاؤں سال 1988 میں اس نے خریدی ہیں۔ ثبوت اس کے یہ ہیں agreement اُس نے پی اینڈ ڈی سے کیے ہیں رگوں کا۔ اور 31 جنوری 1991 میں جو خریدے ہیں اس پہ بھی دستخط ہیں۔ اور 17 دسمبر 1996 پہ جو مولوی عصمت اللہ صاحب کے دستخط ہیں وہ بھی agreement ہو چکے ہیں اس کے ساتھ۔ لہذا اُس دن جو سوال کیا گیا تھا اس نے غلط بیانی سے کام لیا اور خواہ مخواہ جان بوجھ کے وزیر آپاشی پہ اس نے ڈال دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب! یہ بحث نہیں چھیڑا جا سکتا ہے رولز کے مطابق۔ اس بحث کو آپ نہ چھیڑیں۔

سردار عبدالحفیظ خان لوئی: Zero Hour پہ تو ہر مسائل ہم چھیڑ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ رولز 50 دیکھیں آپ ذرا سنیں حفیظ صاحب۔ ”ہر منگل کے دن اسپیکر کسی رکن کے جانب سے دو مکمل دنوں کا نوٹس موصول ہونے پر اہمیت کے حامل کسی ایسے معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے ایک گھنٹہ کا وقت مقرر کر سکتا ہے جو حال ہی میں کسی نشان زدہ یا غیر نشان زدہ سوال کا موضوع رہا ہو“ ٹھیک ہے۔ ”ایسے نوٹسوں پر اسپیکر! اس ترتیب سے غور کریگا جس ترتیب سے وہ موصول ہوئی ہوں۔ اور جب کسی ایسے نوٹس کو پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے تو دیگر تمام نوٹس ملتوی ہو جائیں گے“۔ اور (A) 3 ہے ”اسپیکر اس عمل کا فیصلہ کریگا کہ آیا زیر بحث لایا جانے والا معاملہ کافی اہمیت عامہ کا حامل ہے لیکن وہ کسی ایسے نوٹس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیگا جس کا مقصد اسکی رائے میں حکومت کی حکمت عملی کو نظر ثانی کی جائے“

میر جان محمد خان جمالی: یہ کون سے رول کا حوالہ ہے ذرا ہم بھی مستفید ہوں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ 50 آپ دیکھیں۔

میر جان محمد خان جمالی: دو منٹ ہمیں دیں ہم انگریزی میں پڑھ رہے ہیں تھوڑا ٹائم لگے گا

جناب ڈپٹی اسپیکر: Zero Hour یہ جو معزز رکن اپنا کوئی مسئلہ پیش کرنا چاہے گا تو اس کے لیے اجازت ہے۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ on every Tuesday یہاں لکھا ہوا ہے۔

The Speaker may on two clear days notice being given by a member allot one hour for discussion on a matter of public importance which has recently being the subject of a question starred or unstarred.

تو بالکل آپ کی بات درست ہے جناب اسپیکر! تو اس کو زیر بحث لائیں گے یا آپ چاہتے ہیں کہ معزز رکن لونی صاحب تحریک استحقاق کی شکل میں پھر پیش کریں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ تو اس کی مرضی پہ منحصر ہے کہ وہ چاہے گا تو تحریک استحقاق کے لیے راہ کھلی ہے۔ لیکن فی الحال میں بحث کی اجازت اس پر نہیں دے سکتا۔

میر جان محمد خان جمالی: اچھا آپ اس کی اجازت نہیں دیتے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر جان محمد خان جمالی: چلیں Zero Hour میں دوسرے نکات تو ہم اٹھا دیں گے، کیوں کہ یہ تو تحریک استحقاق میں وہ لے آئیں کہ فلور پر غلط بات کی گئی ہے۔

مولوی امیر زمان (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! مجھے وضاحت کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وضاحت کے لیے اجازت ہے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

میر جان محمد خان جمالی: وہ دینا چاہتے ہیں جناب اسپیکر دے دیں تو اچھا ہے ادھری مختصر بات ہو جائے گی اختصار سے کام لیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان محمد صاحب آپ کو اجازت ملے گی انشاء اللہ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر: جناب اسپیکر! 8 جولائی کا جو سوال ہے میرے خیال میں اگر معزز رکن وہ سوال ذرا پڑھیں۔ جس کے متعلق

وہ جواب ہم نے دیا ہے۔ یہ نہیں اس سے پی اینڈ ڈی منکر نہیں، کہ پی اینڈ ڈی نے بالکل خریداری نہیں کی ہے بوروں کی، رگ

مشینوں کی خریداری بالکل نہیں کی ہے۔ پی اینڈ ڈی نے جو انکار کیا ہے کہ ایکٹک اور نیشنل کونسل کی منظوری کے بغیر کچھ رگ

مشینیں خریدی گئی ہیں اس کے متعلق پی اینڈ ڈی نے جواب دیا ہے۔ یہ نہیں کہ پی اینڈ ڈی نے بالکل سرے سے اس کو مسترد کیا

ہے کہ ہم نے بالکل خریداری بلوچستان کے لئے نہیں کی ہے۔ تو معزز رکن کا اگر سوال اور جواب کا موازنہ کیا جائے تو یہ میرے خیال میں واضح ہو جائیگا۔ اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ اسکے متعلق میں تحریک استحقاق یا کچھ لانا ہے تو بیشک وہ لائیں اس سے ہمیں انکار نہیں ہے۔ لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے سوال اور جواب کے درمیان ذرا موازنہ کیا جائے تو پھر پتہ چل جائیگا۔ ہم نے کب کہا کہ پی اینڈ ڈی نے بلوچستان کے لیے خریداری نہیں کی ہے۔ یہ تو ہم نے نہیں کہا ہے۔ جو متعلقہ بات ہو رہی تھی جس پر انکوٹری گورنمنٹ نے رکھی ہے اس کے متعلق سوال ہے اور ہم نے اسی کے متعلق جواب دیا ہے کہ اس پر انکوٹری ہو رہی ہے اور ساتھ یہ ہم نے وضاحت کی ہے کہ ایک اور نیشنل کونسل سے انکی منظوری نہیں ہوئی، باقی کا تو ہم نے انکار ہی نہیں کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس ٹھیک ہے، صحیح ہے۔ جناب بسم اللہ خان کا کڑ صاحب۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: جناب اسپیکر! میں آج اس ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے شہر کوٹہ میں آج پانچواں دن ہے کہ اس کوٹہ کے ایک شہری جو کہ ایک سینئر سیاسی کارکن بھی ہے کوٹہ کا مستقل اور قدیم باشندہ ہے۔ انہوں نے بھوک ہڑتال کی ہے اور صرف اس مسئلے پر کی ہے کہ اس کی کچھ مشترک زمین ہے جس میں اسکا حصہ ہے وہ 1985 سے ناکام رہا ہے کہ وہ زمین میں اپنا وہ جائز حصہ اس کو مل سکے۔ جناب اسپیکر یہ مسئلہ نہ صرف کوٹہ ڈسٹرکٹ کا بلکہ میں سمجھتا ہوں جہاں تک میں جانتا ہوں پورے کوٹہ ڈویژن میں ایک عجیب وہ بنا ہے کہ اس عمل کو اتنا پیچیدہ بنایا گیا ہے کہ لوگوں کی مشترک زمینیں ہوتی ہیں، اس پر یا خریداری یا تابع مرضی بزرگ بیٹھا ہوتا ہے وہ تقسیم کے لیے آپ درخواست دیتے ہیں اس دوران میں وہ جو قبضہ گرتے ہیں یا خریدار ہوتے ہیں وہ زمین میں آبادی شروع کر دیتے ہیں آہستہ آہستہ وہ پوری زمین کو آباد کر دیتے ہیں۔ جب اس کے حصے کا تعین ہوتا ہے تو سرے سے کوئی خالی زمین موجود نہیں ہوتی۔ اور مشترک زمینوں کا وہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ آباد کی گئی ہوتی پھر آپ کو اس میں حصہ نہیں ملتا۔ میں گورنمنٹ سے چاہوں گا صرف اس مسئلے کے حوالے سے نہیں کہ مجھے مختصر طور پر کہا جائے کہ وہ کورٹ چلا جائے۔ کورٹ کے حوالے سے وہ بارہ سال اس زمین کے لئے درخواستیں دیتا رہا، پیشیاں کرتا رہا اور اس زمین پر آج باغ کھڑا ہے۔ اس زمین پر دکانیں تعمیر ہوئی ہیں، اس زمین پر مکانات تعمیر ہوئے ہیں۔ لہذا گورنمنٹ براہ مہربانی یہاں مختلف جو قبیلوں کی جو مشترک زمینیں ہیں ان میں ان لوگوں کے جو حقوق ہیں اس کی تقسیم کے طریقہ کار کو ایسا آسان بنائیں انہوں نے یہ ہڑتال وہ کہتے ہیں کہ جی انکو عدالت جانا چاہیے۔ ان کو بھی عدالت کا راستہ معلوم ہے لیکن وہ بارہ سال میں تین حصے زمین آباد ہو چکی ہے، اگر وہ کسی کورٹ میں جائیگا تو دو تین سال اور لے گا، تو جب اس کے حصے کا تعین ہوگا وہاں زمین نہیں ہوگی۔ وہاں مکانات، وبانات، اور دکانیں ہونگی اس بیچارے کو اپنا حق نہیں مل سکے گا۔ برائے مہربانی گورنمنٹ اس چیز کا پورے صوبے میں نوٹس لے لے کہ جو ہماری مشترک زمینیں ہیں اور ہمیں یہ قبضہ ہو جاتی ہے، کہیں حکومت قبضہ گرتی ہے کہ یہ بلا پیہودہ زمینیں ہیں تو یہ ریاست کی ہیں۔ برائے مہربانی یہاں بندوبست سٹیٹمنٹ کا اور جو مشترک

زمینیں ہیں انکی تقسیم کار کو اتنا آسان بنایا جائے تاکہ لوگ اس طریقے سے اپنی ملکیت سے محروم نہ ہوں۔ آج وہ جو بندوبست میں لکھا ہوا ہے وہ حصہ دار ہیں زمین وہاں موجود نہیں ہے۔ اس کو آپ زمین دے دیتے وہاں جاتا ہے وہاں کوئی باغ ہے کسی کا، کسی کے مکان ہیں۔ اس بیچارے کو زمین نہیں ملتی ہے کہ مجھے زمین کہاں دی گئی ہے۔ تو برائے مہربانی میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ اس مسئلے کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور یہ جو تقسیم کار وہ مشترکہ زمینوں کا اس کو اتنا آسان بنایا جائے۔ یہ جو سالوں سال کیس چلتے ہیں اور زمینوں کو لوگ آباد کرتے ہیں اسکو بلوچستان کے یہاں پہ جو قدیم باشندے ہیں یا زمین کے مالکان ہیں ان کے حقوق کا تحفظ گورنمنٹ کا فرض بنتا ہے۔ گورنمنٹ اس مسئلے کو سلجھانے کے لیے بالخصوص یہ جو ہمارے کوئٹہ کے شہری، جو کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا دعویٰ غلط ہے یا وہ غلط قسم کا آدمی ہے وہ ایک سیاسی کارکن ہے اور ایک ایسی سیاسی جماعت سے وابستہ ہے کہ بجائے وہ کلاشکوف یہ وہ لڑنے کے اس نے اپنے لیے اپنے حقوق کے لیے یہ راستہ اپنایا کہ میں بھوک ہڑتال کرتا ہوں۔ میرا یہ مطالبہ ہے یہ میری خواہش ہے کہ حکومت اس طرف توجہ دے۔ نہ صرف یہ مسئلہ بلکہ ہمیشہ کے لیے جو ہمارے یہاں کے لوگوں کی زمینیں اس حوالے سے لوگ اس پہ قبضہ کر لیتے ہیں مکانات تعمیر کرتے ہیں اس کے بعد زمین نہیں ہوتی۔ اس کی حکومت سنجیدگی سے نوٹس لے۔ شکریہ۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جان محمد جمالی۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! یہ میں بسم اللہ صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک اور نگریب کاسی کی بھوک ہڑتال کی وجہ سے تو نہیں ہے۔ زیادہ overall یہ سارا مسئلہ کوئٹہ شہر کے ارد گرد بن گیا ہے۔ اس میں چاہے شاہوانی قبیلے کی زمینیں ہوں، چاہے کٹرہوں کی ہوں اچکنی کی یا ہند اوڑک میں ہیں، خیر خواہ صاحب ہوتے تو وہ بھی اس کی وضاحت کر دیتے، اسی طرح کچھ زمین خروٹ آباد میں زیر قبضہ ہے۔ اگر عدالت میں زیر سماعت ہے تو ہم اپنے الفاظ واپس لیتے ہیں۔ لیکن جن اداروں نے یہ گھپلا کیا ہے سیٹلمنٹ اور ریونیو والوں نے تو اسکا نوٹس لیتے ہوئے کہ کسی شہری کو اس حد تک نہ جائے کہ نوبت بھوک ہڑتال پر آجائے۔ اور بھوک ہڑتال آپ میرے سے بہتر جانتے ہیں کہ ایک طریقہ ہے کہ خدا نا خواستہ کل وہ فوت ہو جاتے ہیں تو خود کشی کر رہے ہونگے۔ تو اس سے بھی میرا خیال ہے آپ اپنا رول ادا کریں، مولانا میر زمان صاحب اپنا رول ادا کریں جا کے ان کو منوائیں کہ نہیں، غیر اسلامی ہے۔ ہم نے آپ کی بات کا نوٹس لے لیا ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی دادرسی ہو۔ یہ تو ایک مسئلہ تھا جو میں دہرانا چاہتا تھا۔ ہاں رحیم مندوخیل صاحب، مولانا تو نہیں کہہ گیا۔ انہوں نے بھی اپنے زمانے میں ہڑتال کی تھی حقوق کے لیے وہ اس چیز کو بہتر سمجھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! آج کے zero-hour میں پینے کے پانی کا مسئلہ زیر غور زیر بحث لانا چاہتا ہوں آپ کے سامنے۔ اب اس کوئٹہ شہر میں جناب اسپیکر! یہ نوبت آگئی ہے کہ پینے کے پانی

کو ترس رہے ہیں۔ اس دن مولانا میر زمان صاحب کے نوٹس میں لے آئے کہ صرف واسا نہیں آپ کے وہ دوسرے ٹیوب ویل آپریٹر جو مسئلہ بن گئے ہیں، وہ پانی نہیں پہنچ رہا، پینے کے لیے نہیں ہے استنجا اور وضو کو تو آپ چھوڑیں۔ ابھی ایک کراچی میں مسئلہ یہ پیدا ہو گیا تھا کہ ٹینکر مافیا بن گیا تھا۔ انہوں نے ٹیوب ویل آپریٹروں کے ساتھ سودے طے کر لیے تھے کہ آپ پانی کم چلائیں، ہم پانی ٹینکروں میں بھر کر لاکر بیچیں گے اس میں ڈیلی ہمارا حصہ ہوگا اس میں آپ کا بھی حصہ ہوگا۔ اب اس چیز کی بھی تحقیقات میں گزارش کرتا ہوں مولانا میر زمان صاحب کرائیں کہ اس میں کہیں اپنے لوگ تو ملوث نہیں ہیں کارپوریشن کے، واسا کے اور دوسرے اداروں کے؟ آج مجھے ایک دوست ملا گھر سے روانہ ہوا ہے نہانے کے لیے حمام۔ اب حمام والے کے پاس پانی ہے گھر پر نہیں ہے۔ بڑی عجیب بات ہے۔ اور یہ سب سوچنے کی باتیں ہیں۔ اور اگر آپ کے پانی کا مسئلہ فوجیوں کے ساتھ ہے، آپ کوئی چھاؤنی سے لیتے ہیں ہنہ کے پانی کا مسئلہ ہے تو وہ معاملہ طے ہو سکتا ہے۔ ایک آپ یہاں کمیٹی بنا دیں خاص کر کوئٹہ شہر اور گرد و نواح کے ایم پی ایز کے۔ کہ وہ ہر وقت فوجیوں سے رابطہ کر لیں۔ فوجی بھی ہم میں سے ہیں اور اتنے بھی زور آور لوگ نہیں ہیں بلکہ ہم زیادہ زور آور ہیں جو ہم اسمبلیوں میں آتے ہیں۔ تو ان چیزوں پر تھوڑا ایکشن لیتے ہوئے ہمت کرنے کی بات ہے۔ اگر مولانا میر زمان صاحب کہتے ہیں کہ فوجیوں کو tackle کرنا ہے میں بھی ان کے ساتھ چلتا ہوں کہ یہ جی پانی دیں شہریوں کا مسئلہ ہے، ہم بھی پاکستانی ہیں آپ بھی پاکستان کی قومی فوج ہیں۔ بالکل فوجی بھی ہے فوج والے زور آور لوگ ہوتے ہیں آپ بھی اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔ یہی بات ہے گزارش ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیا جائے، بعد میں مولانا میر زمان صاحب سے کہوں گا کہ کوئی اس کا تدارک مسئلہ کا حل بتائیں کہ کیا کرنا ہے۔ اور پچھلے تین چار دنوں میں انہوں نے کیا کیا ہے؟ واسا کو کوئی انہوں نے نتھ ڈالی ہے؟ واسا والوں کو انہوں نے سیدھا کیا ہے؟ کسی آفیسر کے خلاف ایکشن لیا ہے؟ خود موقع پر محلوں میں گئے ہیں؟ چار ایم پی ایز ہیں شہر کے ان کو involve کریں، ایم این ایز، سینیٹرز ہیں شہر کے ان کو involve کریں۔ اور ان افسروں کو بھی involve کریں جو پوسٹنگ لینے کے لیے تو سارا دن سی ایم ہاؤس اور سیکرٹیریٹ کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں اور جب وقت آتا ہے تو ان کے output زیرو ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی جناب جعفر خان صاحب مندوخیل۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے Zero Hour پہ بولنے کا موقع دیا۔ آج جو میں ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں بلکہ حکومت کے بھی نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں یہ ہنہ اڈک والوں کا مسئلہ ہے۔ bassically ہنہ کے لوگ میرے پاس آئے تھے وفد کی صورت میں، انہوں نے بتایا تھا کہ ان کا basic مسئلہ ہے پانی کی تقسیم کا آرمی والوں کے ساتھ، کوئٹہ کنٹونمنٹ کے ساتھ۔ ہنہ کا چوہیں گھٹے میں گیارہ گھنٹے Hanna Valley کا پانی ہے

اور گیارہ گھنٹے کنٹونمنٹ بورڈ کا پانی ہے اور دو گھنٹے شمال تنگی کا ہے۔ اس میں ابھی جو موجودہ یہ لوگ کنٹونمنٹ بورڈ والے چینل لے کر آ رہے ہیں آپ کے ہنہ سے تقریباً چینل آگے لارہے ہیں اپنے پانی کا حصہ وہ پائپ لائن میں لانا چاہتے ہیں جب کہ اس سے پہلے آج تک وہ اوپن چینل میں آ رہا تھا۔ پائپ لائن میں آنے سے وہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کے جو حقوق ہیں جو شمال تنگی والے ہیں جو نیچے tailenders ہیں ان کے حقوق متاثر ہونگے، یہ کہ ان کے حصے کا پانی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آگے ہنہ والے کے پانی میں مکس کر دیا ہے جو گیارہ گھنٹے ہیں۔ کیوں کہ ہنہ سے پھر ان کو پانی مل ہی نہیں سکتا۔ ایک تو یہ سات کلو میٹر جب پانی آئے گا اس میں کوئی 104 outlets ہیں اور چھ کلو میٹر lengthy ہے اس میں آخر کے لیے کچھ بھی نہیں رہ جائیگا۔ دوسرا ہنہ کا ایک ریگولر پانی ہے اس میں کوئی ستائیس springs بھی ایڈ ہو رہے ہیں۔ اس کا تقسیم بھی ناممکن کہ وہ چشموں کا پانی کس طرح اس سے الگ کیا جائے کیونکہ وہ ہنہ کی ملکیت بنتی ہے پھر وہ شمال تنگی کا اس کے اوپر حق نہیں ہے، شمال تنگی کا صرف جو نیچے پانی آتا ہے اس میں دو گھنٹے کا حق ہے۔ اگر یہ پانی پائپ لائن میں لایا جائے تو شمال تنگی والوں کو یہ پانی نہیں مل سکتا۔ تو لہذا جو بھی water rights ہوتے ہیں یا جو کچھ بھی اس طرح کے کام ہوتے ہیں اس میں اصول یہ ہے کہ جو متاثرہ پارٹی ہے ان کو اعتماد میں لے کر کے ان کے حقوق کا تحفظ کر کے آگے کارروائی کرنا چاہیے۔ آج اگر یہ لوگ پائپ لائن بچھا دیتے ہیں تو یہ آدھے ایریا کو پینے کا پانی بھی نہیں ہوگا۔ کیوں کہ جب پائپ لائن کے اندر ہی پانی آئیگا پائپ لائن کو کوئی تھوڑ کر کے ہی اس سے پانی نکال سکتا ہے تو چینل میں پانی خشک ہو جائے گا جو یہاں جانور و مویشی ہیں جو پانی پیتے ہیں ان کا پانی ختم ہو جائے گا اور دوسرے جو یہاں گھر رہتے ہیں وہ پینے کا پانی اس سے لیتے ہیں، ان کے حقوق اس میں ختم ہو جائینگے۔ تو میں یہ ریکویسٹ کروں گا کہ حکومت بلوچستان سول ایڈمنسٹریشن اس میں مداخلت کرے۔ ان کو بٹھا کر کے کوئی باہمی رضامندی سے کوئی ایسا فارمولہ نکالے تاکہ یہ شمال تنگی والوں کے حقوق کا تحفظ بھی ہو سکے۔ اگرچہ کہ constituency wise مولانا اللہ داد خیر خواہ صاحب اس کے ممبر بنتے ہیں لیکن بلوچستان کے باشندے ہوتے ہوئے ہم سب کا یہ حق ہے کہ ہم اپنے لوگوں کا تحفظ کر سکیں۔ جیسے جان جمالی نے کہا کہ فوجی بھی کوئی اتنے طاقتور لوگ نہیں ہیں ہم میں سے ہی ہیں۔ اگر ان کو پانی چاہیے تو جو ان کا حق بنتا ہے وہ لے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ دوسروں کے حقوق اس سے متاثر ہو جائیں۔ دوسرا یہ پائپ لائن جو لے کر دیں اُس کے بھی کوئی اصول ہوتے ہیں، کوئی اجازت لیتے ہیں، کوئی acquisition کرتے ہیں، کوئی دوسرا کرتے ہیں۔ سب ملیشا کھڑا کر کے یا پھر ایف سی کھڑا کر کے زبردستی پائپ لائن بچھانا یہ کوئی اس صدی میں میں سمجھتا ہوں نہیں ہونا چاہیے جو کہ ہم اپنے آپ کو جمہوری حکومت کہتے ہیں اور عوام کے حقوق کے تحفظ کے ہم دعویدار ہیں تو یہ بھی ہمارے عوام ہیں، فوج بھی ہم میں سے ہے ان کو بٹھا کے، کام ایک بار بند کر کے، ان کے حقوق کا تحفظ کر کے ان کو باہمی طور پر رضامند کر کے یہ مسئلہ حل کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس میں مداخلت کرنی چاہیے۔ ایک اور مسئلہ جو جان جمالی اور بسم اللہ کا کڑ

صاحب نے اٹھایا وہ بھی میرے ایجنڈے میں تھا کہ معزز ایوان کو بخوبی علم ہے کہ عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما اورنگزیب کاسی نے یہ کوئی تحصیلدار ہے کہ ناروا سلوک کے خلاف تادم مرگ بھوک ہڑتال کی ہے جس پر انتظامیہ بالکل خاموش ہے۔ اس طرح کا غیر قانونی، غیر فطری عمل ہو رہا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس سیاسی کارکن کے حوالے سے اگر وہ اس ایوان میں موجود نہیں ہے لیکن شاید ہم کافی جو ایوان کے ممبر ہیں contribution اس کی اس سے زیادہ ہو۔ ایک مرکزی تنظیم جو تھی کسی وقت اس کے صدر بھی رہے پشتون سٹوڈنٹس فیڈریشن اور سیاست میں بھی اس کا اپنا وہ رہا ہے، کوئی بھی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ قبضہ گر ہے یا کسی ایسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے کہ جو قبضہ گیری پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس کی اپنی زمین اگر اس کو نہیں مل رہی ہے تحصیلدار ہو یا ضلعی انتظامیہ ہو اس کا نوٹس نہیں لے رہی ہے۔ ایک معزز شہری جو ایک بڑا سیاسی ورکر بھی ہے، سیاسی پارٹی سے بھی تعلق رکھتا ہے وہ ہڑتال پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سے اندازہ غریب کا آپ لگائیں جس کو ہڑتال کا طریقہ نہ آتا ہے نہ ایوان تک نہ وزیر اعلیٰ ہاؤس تک اس کی approach ہے۔ اس کی حالت کیا ہوگی اس کو میں سمجھتا ہوں کہ permanent بنیادوں کے اوپر حل کر دیا جائے، اور جو لوگ ملوث ہوں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اگر کبھی آپ کسی کے خلاف کارروائی کریں گے تو وہ ایک عبرت بنے گی۔ اگر کارروائی نہیں کریں گے اور صرف ایوان میں ہم صرف بولتے رہیں گے آپ نوٹس لے کر کے ہم کو پھر بڑے اچھے مزیدار میں گلا صاف کر کے اور ہنس کر کے جواب دیں گے اس سے لوگوں کی تسلی و تشفی نہیں ہوگی۔ اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کو اس بات پہ مجبور کیا جا رہا ہے کہ یا تو بندوق اٹھائیں۔ جو آدمی بندوق نہیں اٹھا سکتا وہ کھانے پینے سے پرہیز کر دیتے کہ میں مرجاؤں گا اسی چوک پہ پڑا رہوں گا۔ تو اس سے جو کوئٹہ میں ایک لینڈ مافیا بنا ہوا ہے حقیقت ہے۔ اس کے اوپر ہم نے کافی کوشش کی اور کافی حد تک اس کو کنٹرول کیا جب ڈی سی نواد صاحب تھے اس زمانے میں قبضے کا کافی حد تک روک گئے تھے۔ ابھی موجودہ صورتحال کا مجھے پتہ نہیں میں اس مخصوص کیس کا ذکر کر رہا ہوں، اس کے اوپر بھی حکومت کو نظر رکھنی ہوگی کہ یہ کوئٹہ میں جو قبضہ گیر ہیں کدھری سرکاری زمین دیکھتے ہیں اس کے اوپر ڈیرہ ڈال کر کے بنا دیتے ہیں کسی غریب کی زمین دیکھتے ہیں اس کو۔ ابھی سننے میں آیا ہے کہ بلدیات کی زمین کے اوپر بھی قبضہ ہو رہا ہے ادھر شہر کے اندر۔ یہ مجھے کسی نے بتایا ہاں عبدالرحمن کھیران صاحب نے بتایا کہ پرانے چوگی پر بھی قبضہ ہو گیا ہے۔ لاکھوں فٹ زمین ہے کروڑوں نہیں اربوں میں اس کی قیمت ہے میرا خیال ہے اگر ادھر سے واپس جاتے ہوئے آپ کو اسی ایوان سے جاتے ہوئے دومنٹ کا یہاں سے ڈرائیو بھی نہیں جاتے ہوئے خود ہی آپ دیکھ لیں گے کہ کس نے قبضہ کیا ہے اور کس کا جھنڈا اس کے اوپر لگا ہوا ہے آپ کو نظر آئے گا۔ اگر آپ کو نظر نہیں آیا تو پھر اگلے اجلاس میں پوچھ لیں میں جھنڈے کا بھی بتا دوں گا اس پارٹی کا بھی بتا دوں گا اس آدمی کا بتا دوں گا جس نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ابھی تو میں آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں کہ یہ بلدیات کی زمین ہے۔ اب بلدیات غریب پھر کیا کرے۔ محکمے والے ڈرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کسی کا نام لیا تو ہماری نوکری ختم

ہو جائے گی۔ اس چیز کا بھی میں سمجھتا ہوں کہ مولانا امیر زمان صاحب بلکہ اس تمام ایوان کونوٹس لینا چاہیے کہ ایک ہم لوگ معزز شہری ہیں ایک develop معاشرہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس طرف جا رہے ہیں اور ایک جمہوری حکومت ہے اس میں اگر اس طرح کی کارروائیاں ہوں گی تو آگے کس سے ہم یہ توقع رکھیں گے کہ کس وقت میں بہتری آئے گی۔ بہتری بھی ہم لوگوں نے ہی لانی ہے۔ یہی ایوان میں بیٹھے ہوئے دوست انہوں نے بہتری لانی ہے۔ ہر ایک نے اپنا حصہ کرنا ہے۔ بلکہ اگر ہم نہیں لاسکے تو شاید کوئی بھی نہیں لاسکے۔ اس پہ میں حکومت کی توجہ دلاتا ہوں کہ ان چیزوں کی ایک یہ اورنگزیب کاسی کی بھی توجہ لیں، ہنہ والوں کا بھی اور شالتگی والوں کا بھی پرسان حال کیا جائے۔ اور بلدیہ کی جو پرانی چونگی ہے اس کے اوپر بھی جو قبضہ کیا ہے جس کی کوئی آواز نہیں ہے اس کا بھی پرسان حال کیا جائے۔ کیا حکومت سب اس میں شامل ہے یا کوئی مخصوص گروہ ہے اس میں کہ وہ ان چیزوں پہ قبضہ کرتا ہے؟ شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جناب عبدالرحیم مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! آپ کا شکریہ کہ آپ نے zero hour پہ مسائل پیش کرنے کے لیے مجھے موقع دیا۔ جناب! میں دوسرے محترم آئینہ بل ممبرز کے ان باتوں کی مجموعی طور پہ حمایت کرتے ہوئے مثلاً اورنگزیب خان کے بھوک ہڑتال، دوسرے یعنی یہ پانی کا مسئلہ، ایسے ہی یہ واسا بالکل حقیقت ہے کہ وہ پانی بلکہ جیسے آئینہ بل ممبر جمالی صاحب نے کہا کہ ہماری یہ بد قسمتی بن گئی ہے کہ جو ہم عوام کے پیسوں سے کوئی ادارہ قائم کرتے ہیں کہ وہ اچھی سروس کرے۔ لیکن انہوں نے یہ طریقہ بنایا ہے، بد قسمتی ہے کہ اسی چیز کے وہ مالک بن جاتے ہیں اور عوام کو محروم کرتے ہیں۔ اب یہ ذرا آپ اندازہ لگائیں کہ پانی اور پانی میں ٹینکرز اور وہ پانی کی ہماری طرف سے تنخواہ والے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ پانی کو فروخت کر رہے ہیں۔ اب اس کی تو جمہوری گورنمنٹ، عوام کی نمائندہ گورنمنٹ اُسے سختی سے نوٹس لینی چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ جناب والا! یہاں ہمارے معزز ممبران نے فوج کی بات کی۔ اب کسی نے کہا زور آور ہے، کسی نے کہا کمزور ہے، کسی نے کہا ہم سے ہے، کسی نے کہا فلاں۔ سچ بات یہ ہے کہ ہماری اسمبلی تو بیورو کریٹس کے سامنے یعنی مفلوج ہے۔ یہاں ہمارے صوبے میں بیورو کریٹ فیصلہ کرے کسی کی مجال نہیں ہے کہ پوری صوبائی اسمبلی، صوبائی کابینہ اُس فیصلے کو تبدیل کرے۔ جب وہ فیصلہ ہمارے عوام کے خلاف ہو۔ ابھی اُس پہ پھر گورنمنٹ والے ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے یہاں پوری اسمبلی بات کر رہی تھی، کیا نام تھا شمریز خان۔ جناب والا! اُس نے آج یہ ثابت کیا ہے کہ اٹھارہ لاکھ بوری تقریباً انہوں نے غبن کی ہے۔ ہو سکتا ہے میرے فگزر غلط ہوں۔ لیکن اُس نے وہی بات پھر ہمارے دوستوں نے کہا جناب! وہ سنور گیا۔ کیسے سنور گیا؟ اُس کو تین مہینے اور ٹھیکہ دے دیا گیا، ابھی بھی جاری ہے۔ اسمبلی نے کوئی انکوائری کمیٹی نہیں بنائی کہ بابا بات کیا ہے۔ اٹھاون کروڑ روپے تو یہاں ہم نے اسمبلی میں ثابت کیا ہے، کہ اٹھاون کروڑ روپے جو سبسائیڈی کے تھے وہ انہوں نے ایسے ہی لے

لیے اور وہ گندم گوداموں میں نہیں ہے۔ نہ کوئی انکوائری کی اب ہم تو بڑے لاچار ہو گئے۔ ہماری اسمبلی، اس کو تو میں ایسے سمجھ رہا ہوں اس اسمبلی کے ممبر بن کے کہ قصداً یہ عمل ہوا ہے کہ یہاں کے صوبے کی اسمبلی کو مفلوج کیا جائے۔ یہاں کی حکومت کو مفلوج کیا جائے۔ خیر وہ تو رہ گئی یہ بات فوج، ہنہ کی زمین، تمام یہ Hanna Lake سے لیکر جو مشہور کالج، کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج، اس سے لیکر آپ دیکھیں تمام زمینیں ملٹری والوں نے قبضہ کی ہیں۔ ہنہ کے لوگوں کی زمین قبضہ ہے کون جرات کر سکتا ہے۔ وہاں سے سرہ غرگئی تک تمام زمینیں قبضہ کی ہیں۔ وہاں کے لوگ نعرے لگاتے ہیں شور کرتے ہیں۔ انہوں نے اُس پر ایک بورڈ لگا لیا اور وہ کہتے ہیں ہم یہاں فلاں رینج یعنی نشانے کی ٹریننگ کرتے ہیں۔ اب کون ان لوگوں کا تحفظ کریں گے۔ کون اس کو حق دے گا۔ یہ ہمارے عوام دیں گے عوام کی نمائندہ یہی اسمبلی ہے پولیٹیکل پارٹی اسمبلی کے پاس ہے، اس کا بینہ کے پاس ہے۔ اگر وہ نہیں کریں گے تو ہمارے لوگ تو بالکل حقیقت میں برباد ہو رہے ہیں۔ صرف یہ کہ اس کے باوجود ہم بظاہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے تو یہ اچھا ہے کہ ہم ناہوں، نہ بیٹھیں۔ تو آپ مہربانی کریں جناب یہ ہنہ کی جو زمین ہے، سرہ غرگئی کی، جو خاص کر فوج والوں نے لی ہے بغیر معاوضے کے اور اُس پر قبضہ کیا ہے۔ اسی طرح یہ Hanna Lake کا وہاں لفظ استعمال کیا ہے ”کہ ہمارے کہ ہم انتظام کریں گے“ بس دو ملٹری والے بٹھا دیے اب کون ان کے ساتھ بات کرے گا۔ اگر کسی نے ان کے ساتھ بات کی تو پھر آپریشن ہوگا۔ اب یہ ہنہ کے یا سرہ غرگئی کے غریب لوگ یا ہمارے پورے صوبہ کو کون جواب دے۔ تو یہ واحد علاج ہے کہ polictically ہم جواب دیں۔ یہاں عوام کے نمائندے، گورنمنٹ، اس مسئلے کو لیں اور ان سے بات کریں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب عاصم کر دیگیلو۔

میر محمد عاصم کر دیگیلو: جناب اسپیکر صاحب! بسم اللہ خان نے جو بات کی تھی اور نگزیب کاسی کی۔ میں اس کو ذاتی طور پر بچپن سے جانتا ہوں انتہائی شریف آدمی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کا حق ہے، اسے دلایا جائے۔ اس کے ساتھ جو بھی ہو سکے گورنمنٹ اس کے ساتھ Help کرے۔ دوسرا جناب اسپیکر! ایک مسئلہ ہے جو کچھلی گورنمنٹ کا جو میز ان شاپنگ پلازہ ہے اس کے جتنے بھی جب یہ پہلے سابقہ سبزی منڈی ہوا کرتی تھی، اس کو گورنمنٹ نے بلڈوز کیا۔ اب وہاں ایک خوبصورت شاپنگ پلازہ بنایا۔ اس کے ارد گرد جتنے بھی کھوکھے تھے ان کو گرادیا کچھ نے اس کے خلاف ہائی کورٹ سے stay لیا پھر اس کے بعد سپریم کورٹ سے stay لیا۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ ان کھوکھوں کو یہاں سے بلڈوز کیا جائے یا ان کو دوسرے جگہ پر adjust کیا جائے۔ اس کے بعد جو کھوکھے تھے ان کو یہاں سے ہٹایا گیا، بلڈوز کیا گیا۔ اس کے بدلے ان کو سٹی تھانے کے پیچھے تقریباً 126 پکے کھوکھوں کے دیے گئے۔ اس کے بعد اسپیکر صاحب! سابقہ حکومت نے وہ کھوکھے ختم کر کے، ان کو کارپارنگ کے لیے رکھا گیا۔ نوے RCC کھوکھے روڈ کے بالکل بیچ میں بنائے گئے۔ ان کو آپ دیکھیں اسپیکر! روڈ کے بیچ میں۔ میں

یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انہوں نے روڈ کے بھیج میں کیسے بنائے؟ کس سے انکی approval لیا گیا؟ کس سے انکا وہ کیا گیا، ابھی تک اس کے بارے میں یقین دہانی کروائی گئی۔ پہلے جب گورنمنٹ تھی مگسی صاحب کی میں نے اس سے بھی ریکوریٹ کی کہ اس کے خلاف تحقیقات کریں مگر کچھ نہیں ہوا۔ ابھی اسپیکر! وہ کھو کے روڈ کے بھیج میں بنے ہوئے ہیں۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں کہ وہ لکڑی والے کھوکوں کو جو سپریم کورٹ کے رولنگ کے مطابق انہیں ہٹایا گیا اور RCC یا پکے کھوکے بنائے گئے۔ آخر اجازت کس نے دی ہے، ان کے بارے کوئی تحقیقات ہونی چاہیے ان کو بند کرایا جائے۔ کل ایک آدمی اٹھ کے جناح روڈ کے بھیج میں کھوکا بنائے گا۔ اگر کل کوئی آدمی قندھاری بازار میں کھوکے بنائے گا۔ اگر یہ رواج نکلا تو میں سمجھتا ہوں یہ پورے کوسٹ کے روڈ وغیرہ بلاک ہو جائیں گے۔ اور اسپیکر صاحب! ایک طرف آپ دیکھیں کہ لکڑی کے کھوکوں کو اٹھاتے ہیں کہ سپریم کورٹ کا رولنگ ہے۔ ایک تو سپریم کورٹ کے رولنگ کی انہوں نے خلاف ورزی کی ہے اور ان کے خلاف کوئی تحقیقات بھی ہوتا نہیں ہے۔ آج تک کسی نے پوچھا نہیں۔ سابقہ چیف منسٹر کے knowledge میں میں نے لایا انہوں نے بھی پوچھا نہیں۔ میں موجودہ حکومت سے کہتا ہوں اگر انہوں نے وہ نہیں کیا برائے مہربانی آپ لوگ تو ادھر توجہ دیں۔ عجیب بات ہے اسپیکر صاحب! روڈ کے بھیج میں کھوکے بنا رہے ہیں لوگ اور حکومت خود اس میں involve ہے۔ اور آج تک یہ حکومت بھی اس پر توجہ نہیں دے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان کھوکوں کو ختم کرنا چاہیے اگر ایک روڈ ڈبل وے بنائی ہوئی ہے اسے عوام کی سہولت کے لیے ٹریفک کی سہولت کیلئے بنائی گئی ہے اس کے بھیج میں کھوکے بنا کر اسے بلاک کیا جا رہا ہے یا تو حکومت وہاں روڈ نہیں بناتی، جب روڈ بنا رہی ہے تو وہاں کھوکے نہیں چھوڑتی۔ اور دوسرا میں یہ کہتا ہوں کہ ابھی جعفر خان مندوخیل صاحب ہمارے آئین ممبر نے کہا کہ یہ جو زمین ابھی قبضہ ہوئی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو پچھلے دور میں میر تاج محمد جمالی کی اسی حکومت میں یہ تھی یہ سرہ غرگئی وغیرہ میں ساری یہ زمینیں سرکاری انہوں نے الاٹ کر دیے۔ کوسٹ شہر میں انہوں نے الاٹ کر دیے، بلدیہ کی زمینیں بھی انہوں نے الاٹ کر دیے۔ یہاں کا سی غریب لوگ اپنی زمینوں کے اوپر لڑے مرے ہیں وہاں وہ اس ٹائم انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی ابھی ان کو نظر آتا ہے کہ یہاں چونگی وغیرہ پر قبضہ ہوا ہے۔ جو پچھلی حکومتوں نے جتنے لوگوں کو لڑایا وغیرہ سارے انہی کے کرتوت تھے۔ جو ادھر تو میں تھیں انکی زمینوں کو دوسروں پر الاٹ کر رہے ہیں کوڑیوں کے بھاؤ۔ اور ابھی کہہ رہے ہیں کہ جی ابھی لوگوں کی زمینوں پر ناجائز قبضہ ہو رہا ہے۔ یہ تو قبضہ گیری وغیرہ تو ساری آپ لوگوں کے دور میں ہوئی۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے ریکورسٹ کرتا ہوں آپ کے توسط سے سینئر منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، سی ایم صاحب نہیں ہیں جو یہ ان کی انکوائری ہو جائے اور میرے جو نالج میں آیا ہے وہ وہاں اس ٹائم کے ممبروں نے کھوکوں کو تین تین لاکھ میں بیچا ہے کسی نے چار لاکھ پہ بیچا ہے پھر آگے پانچ لاکھ پہ بکے ہیں۔ ان کی انکوائری ہونی چاہیے اس میں چاہے جو بھی ملوث ہوں انکی تحقیقات ہو اسے کڑی سزا دی جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی مولانا امیر زمان سینئر وزیر قرار دہ نمبر 11 پیش کریں۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ 1973 کے آئین میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ دس سال کے اندر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے تمام قوانین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈال دیا جائے گا۔ لہذا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر جلد از جلد عملدرآمد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرار داد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ 1973 کے آئین میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ دس سال کے اندر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے تمام قوانین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈال دیا جائے گا۔ لہذا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر جلد از جلد عملدرآمد کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ یہ قرار داد منظور کی جائے؟ قرار داد منظور ہوئی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: اچھا ہوا یہ ایسی بات ہے کہ اُس پر مولانا صاحب بات کریں اور اس کے لیے دوسرے ممبران اگر چاہیں تو بات کریں تاکہ یہ مسئلہ سرے سے زیر بحث ہو جائے کہ یہاں ہم کہتے ہیں یہ بے ادبی معاف بار بار کوئی کہتا ہے کہ اسلام کا۔ اب یہ ذرا وضاحت کریں کہ یہاں سود کی آپ تجویز دیں، ٹھوس تجویز دے دیں ہم تائید کرتے ہیں لیکن اُس میں ایسی بے ادبی معاف جناب اسپیکر! ایسے مبہم قسم کے الفاظ استعمال نہ ہوں۔ ہماری زندگی کے ٹھوس معاملات لے کے جناب آرنیبل ممبر امیر زمان صاحب جو اس تحریک کے محرک ہیں باقاعدہ وہ نکات بتادیں مثلاً ابھی یہ مسئلہ ہے پرائیویٹائزیشن، نجکاری کر رہے ہیں۔ یعنی یہ اس پہ باقاعدہ وہ ٹھوس بات کریں۔ نہیں میری عرض یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں ہم یہ متفق ہیں، لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب عبدالرحیم خان صاحب! ذرا اختصار سے کام لیجئے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں صرف آپ سے یہ ریکورڈ کرتا ہوں ایک تو یہ بات ہے کہ ہم بس کہہ دیں کہ منظور اور بات ہوگئی اور ایسے ہی۔ ایسے ہی یعنی وہ نکات اور ہم پھر خوش ہیں کہ اس چیز کو آپ پارٹی کے منشور میں آپ اُس پر عمل کروادیں۔ لیکن ایسی مبہم بات آپ کریں گے تو اُس میں یہ ہے اب سب کہتے ہیں کہ اسلامی نظام لاتے ہیں۔ آج ADBP انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم نے منافع کا اعلان کر دیا ہے سود کا اعلان کر دیا ہے۔ تو میری عرض یہ ہے کہ ہم اس کی تائید کرتے ہیں لیکن سماجی نظام اسلام میں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب عبدالرحیم صاحب! آپ تقریر کرنا چاہیں گے؟  
 جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: تو اسی لیے ہم کہتے ہیں بات ہو جائے، یہی میں کہتا ہوں۔ ہم منظور کرتے ہیں لیکن ہم یہاں ٹیبل پر لانا چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں ہونی چاہئیں۔  
 جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا امیر زمان صاحب۔  
 قائد ایوان: جناب اسپیکر صاحب! مولانا صاحب کی تقریر سے پہلے میں چند الفاظ آپ کی گزارش میں کرنا چاہوں گا۔  
 جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

قائد ایوان: یہ جو قرارداد ہے ایسی قراردادیں 1985ء سے لے کر آج تک بھیجی جا رہی ہیں وفاقی حکومت اُس میں لکھتی ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے۔ ہم تو کئی دفعہ رجوع کر چکے ہیں کون سی ایسی سفارش آج تک مانی گئی کہ یہ اب والی مانی جائے گی جس پر ہم بحث کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چھ ماہ کے بعد قرارداد کو دوبارہ زیر غور لایا جاسکتا ہے۔ جی مولانا امیر زمان صاحب۔  
 سینئر وزیر: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! ایک بات افسوس کی ہے اور ایک بات خوشی کی ہے۔ افسوس اس بات پہ ہے کہ آج اسلامی مملکت میں ہم قرارداد کے ذریعے اسلامی آئین کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اسلامی مملکت میں رہتے ہوئے اسلام کے متعلق ہم سفارش کرتے ہیں۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس مملکت میں مسلمانوں اور ساتھ فقہ حنفیہ کے ساتھیوں کی اکثریت کے ساتھ اور آئین میں دی گئی ضمانت کے ساتھ ہم اسلام کے لیے سفارش کرتے ہیں یہ تو افسوس کی بات ہے اب شاید باقی ساتھی مائیں یا نہ مائیں۔ دوسری بات انتہائی خوشی کی ہے کہ ساتھیوں نے جو اٹھایا کہ اس پہ بحث ہونی چاہیے تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ ہمیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اور اس پہ ہم باقاعدہ دلائل پیش کر سکیں۔ تو جناب والا! اس بارے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسلام ایک دن میں مکمل بیان نہیں ہو سکتا اب درمیان میں پھر خدا آپ مجھ سے یہ نہ کہیں کہ مولوی صاحب آپ بس کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: گزارش کرتا ہوں اور جسارت بھی کرتا ہوں جناب اسپیکر! prorogue کر کے ٹریڈی پنچر خود کریں ریکوزیشن اس ایوان کو کہ ہم اسلام پر دو تین دن علیحدہ بحث کریں۔ جو وہ دینا چاہتے ہیں اگر آپ ریکوزیشن کراتے ہیں اجلاس دوبارہ کر کے دو تین دن علیحدہ Islamic discussion کی تیاری کر کے آئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان صاحب! تجاویز پہلے پیش ہو گئی ہیں اُس کے متعلق کہ اُس کا نفاذ ہو۔ مولانا صاحب نے قرارداد پیش کی ہے۔ تو آپ ایک نسخہ منگوا کر مطالعہ کر سکتے ہیں آپ کو شاید غلط فہمی ہو۔  
 جناب بسم اللہ خان کا کڑ: جناب اسپیکر صاحب! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: میں آپ کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ یہاں جو سفارشات یا رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر جلد از جلد عملدرآمد کیا جائے۔ یعنی یہ سفارشات انہوں نے مرتب کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مرتب کی ہیں۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: اب مولانا صاحب نے یہاں نئی کوئی سفارشات یا وہ نہیں دینی ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بیٹھ کے تفصیل سے جو کچھ کیا ہے اور جو کتاچہ یہاں پڑا ہوا تھا اس پر عملدرآمد کا ایک وہ ہے کہ اُس پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جی ہاں آپ کی بات صحیح ہے۔ میں آپ سے ریکوریٹ کروں گا۔ مطلب میرا یہ ہے کہ وہ جو سفارشات ہیں اُن کو ٹھوس شکل میں یہاں لا کر کے ہاؤس میں پیش کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو کیا اگر یہ قرارداد منظور نہیں ہے تو آپ مخالفت کر سکتے ہیں۔ وہ تو اسلام آباد میں پڑا ہوا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں ہم تو اسکی حمایت کرتے ہیں جناب اسپیکر! ہم صرف یہ کہتے ہیں آپ سفارشات ٹھوس شکل میں بیان کریں، ہم اُسکو باقاعدہ یہاں اسمبلی کی طرف سے منظور کر کے اسلام آباد بھیجیں گے کہ ان lines پر فلاں مسئلہ یہ، فلاں مسئلہ یہ، فلاں یہ۔ اس پر مسئلہ حل کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! گزارش تو یہ کہ اُن نکات کو ہم بلوچستان میں ٹریڈی پنچر بل کی شکل میں لائیں اور بلوچستان میں اسلام عملاً نفاذ کر دیں۔ کوئی رکاوٹ ہی نہیں بنے گی اگر یہ ہم صوبائی اسمبلی میں بل لاتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہاں آسکتے ہیں قانون، نہیں نہیں، جو قانون، نہیں نہیں کوئی آئینی معاملہ نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر جان محمد خان جمالی: نہیں نہیں کوئی آئینی معاملہ نہیں، آئین میں وضاحت آگئی ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی چیز نہیں بنائی جاسکتی۔ عمل کرائیں صوبائی ہماری ٹریڈی پنچر بل لے آئیں جمعیت علماء اسلام والے، ہم اس بل کو سپورٹ کرتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: بہت سے ایسے قوانین بن سکتے ہیں جو صوبے کے متعلق ہیں، جو کہ صوبائی اختیارات میں ہیں۔ ٹھوس شکل میں بیان کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

سینئر وزیر: جناب والا! کچھ وہ قوانین ہیں جو صوبے اور مرکز کے درمیان مشترک ہیں۔ اُس کے متعلق مثلاً حق شرعی

ہے۔ اس کے متعلق آپ کے پاس بل آرہے ہیں۔ میں نے دیا ہے، اب مسئلہ یہ بھی ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ جب پاس نہ کرے چاہے خدائی قانون کیوں نہ ہو آپ اسمبلی میں نہیں لاسکتے۔ آپ کے قانون میں آپ کی مملکت میں اس طرح ہے۔ یعنی قاضی ایک فیصلہ کرے تو آپ کورٹ سے رجوع کر سکتے ہیں۔ اور اگر ایک بل آپ نے لانا ہے تو آپ نے لاء ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کرنا ہے۔ اسلامی مملکت بنی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود مثلاً شریعت کا ایک قانون ہے۔ اب لاء ڈیپارٹمنٹ سے ہم نے ضرور رجوع کرنا ہے، وہاں ہم نے بھیج دیا۔ زکوٰۃ کے متعلق ایک باقاعدہ فارمولا میں نے بنایا ہے اب پھر آپ نے ریونیو سے رجوع کرنا ہے، پھر لاء ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کرنا ہے پھر وہاں سے ہو کر کے آپ کی کامینہ میں آئیگا پھر ادھر آئیگا۔ اسی طرح تعلیم کے متعلق یعنی بہت سے ایسے مسودے میں نے بنائے ہیں لیکن اب وہ مشکلات جو محکموں کے through سے آئیگی آپ کے پاس۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ ہم اس پر کریں کہ بھائی یہ کیسا ہے کیسا نہیں ہے۔ کچھ قوانین وہ ہیں جو ہمارے صوبے اور مرکز کے درمیان مشترک نہیں ہیں۔ وہ مرکز کے متعلق ہیں۔ جیسے مثلاً سود کی بات ہے۔ رحیم صاحب نے کہا تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات، وہ کتاب کی شکل میں ہے، باقاعدہ وہاں سے مرتب کر کے آپ کی صوبائی اسمبلی کی فلور پر بھی 88ء سے رکھی ہوئی ہیں۔ اور قومی اسمبلی میں بھی وہاں فلور پر رکھ دیے ہیں لیکن قانون سازی نہیں کرتے ہیں اُس پہ۔ اب ہمارا جو مطالبہ ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ہیں اُنکے مطابق قانون سازی کی جائے۔ اُس سے ہٹ کر کے قانون سازی نہ ہو۔ چاہے جو بل آپ نے اسمبلی میں لانا ہو، وہ بل ایک دفعہ آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھجوادیں وہاں سے ہو کر کے پھر آپ کے پاس آجائے۔ اور پھر اُس کی ہدایات کے مطابق آپ قانون سازی کریں۔ جو کہ ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ اس پہ قانون سازی اس طرح کی ہونی چاہیے۔ مثلاً اب سود کی بات ہے رحیم صاحب نے اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، (عربی) اللہ تعالیٰ نے تجارت کو جائز کر دیا، وہ انسانوں کی منافعت کے لیے ہے، حکومتوں کے درمیان بھی اور ایسے نجی افراد کے درمیان بھی، قوموں کے درمیان بھی (عربی) اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا ہے۔ اب اسی کے متعلق دوسری جگہ پہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ جس آدمی نے سود کو لے لیا اور یا حلال سمجھا گویا کہ وہ آدمی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسند ہے۔ اب یہ بتانا چاہیے کہ سود کیا ہے؟ (عربی) اسی طرح ہے جناب اسپیکر! یعنی گندم، گندم کے ساتھ۔ آپ ایک دوسرے سے مطابق فروخت کر سکتے ہیں۔ جان جمالی صاحب نے کہا تھا کہ ٹی وی کو درختوں پہ لٹکانے کا وقت نہیں آیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ وہ اس کے خلاف بغاوت کریں گے۔ یہ دُور نہیں ہے۔ افغانستان میں کیوں آپ نے لٹکا دیا؟ وہ اس لیے کہ جبکہ ٹی وی کا کردار لوگوں نے دیکھ لیا۔ جب ٹی وی کا کردار ہی یہ ہو تو پھر درخت پہ لٹکانے کا مطلب کیا ہے۔ تو جناب والا! آپ کے ٹی وی پر مخرب الاخلاق یہ افسوس ہے۔ ہمارے پاس ایک ضابطہ حیات موجود ہے۔ لیکن ٹی وی پہ باقاعدہ نماز کے لیے ڈرامہ کرتے ہیں۔ افسوس کی بات نہیں

ہے، یہ مذاق ہوا ہے اسلام کے ساتھ۔ ہمسایہ کے حقوق کے لیے ڈرامہ پیش کرتے ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے لیے ڈرامہ بناتے ہیں۔ حکومت کرنے کے لیے اسلام کے through سے ڈرامہ بناتے ہیں۔ اب اسلام کو تو آپ نے مذاق بنا لیا ہے ایک ڈرامائی حساب سے آپ بناتے ہیں یہ تو اسلام کی توہین ہے۔ تو جناب والا! جس چیز سے اسلام کی توہین ہو اس کی ہم بنیادی طور پر مخالفت کرتے ہیں جس میں ہمارے مذہب کی اجازت نہ ہو۔ اور میں یہ بھی واضح کروں گا کہ مذہب اور اسلام کوئی ترقیاتی کام کے مخالف نہیں ہے۔ دنیا میں جو آج کل چرچا ہو رہا ہے کہ اسلام اور سائنس کے درمیان منافرت ہے۔ میں واضح طور پر کہوں گا کہ آپ کے قرآن شریف میں وہ مثالیں موجود ہیں جو آج کل آپ کے دنیا کے سائنسدان بھی کہتے ہیں کہ ہم نے ایجاد کیا ہے۔ تو ایجاد کے معنی یہ ہیں کہ تخلیق پہلے سے ہوئی ہے۔ جب تخلیق پہلے سے ہوئی ہے آج وہ مؤجد ہیں لیکن وہ مؤجد بھی آج اُس حد تک نہیں پہنچے ہیں جہاں تک اسلام نے ہدایت دی ہے۔ میں نے اُس دن بھی کہا کہ زلزلے کے متعلق کہ زلزلہ کب آئے گا اور کیوں آئے گا؟ آج کل کی دنیا کے سائنسدان اس میں خاموش ہیں۔ لیکن اسلام نے چودہ سو سال پہلے کہا ہے۔ اسلام نے یہ بھی کہا ہے کہ انسانیت میں اتنی بھی قوت ہے کہ وہ چاند کو زمین پہ لاسکتی ہے۔ اور آج ہمارے سائنسدان اُدھر جا رہے ہیں۔ انسانیت میں وہ قوت ہے کہ چاند کو نیچے زمین پہ لائے۔ اور انسانیت میں وہ قوت ہے جو سات آسمانوں کو کراس کر کے بیت المعمور تک پہنچ گئے۔ اور وہی پیغمبر ﷺ کی ہدایت ہے کہ دنیا میں زور آور چیز آئین ہے۔ اور پھر دوسرے نمبر پر پانی اور آگ اور ہوا ہے اور سب پہ زور آور انسان ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک گاڑی میں یہ سارے جمع ہیں اور انسان ایک انگلی سے اس کو کاٹ کرتا ہے۔ تو جناب والا! ایک اس بنیاد پہ کہ اسلام کے متعلق اس میں مخرب الاخلاق چیزیں آتی ہیں ہم اُس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مخرب الاخلاق چیز ہمیں ہندوستان کے ڈراموں، نمائشوں اور ناچوں کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ اور ہمیں بیرونی دنیا بانگ کانگ اور یورپ کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ لہذا ہم اس ترمیم کے ساتھ کہ ٹی وی پہ مخرب الاخلاق جتنی بھی اشیاء ہیں اور اسلام کی جتنی بھی چیزیں مخالف ہیں ان کو ختم کیا جائے اور ترقیاتی کام کے نہ ہماری حکومت مخالف ہے اور نہ اسلام مخالف ہے۔ ترقیاتی کام جتنے بھی ہو سکیں وہ ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ جو صاحبان، قائد حزب اختلاف و معزز اراکین اسمبلی کا بجٹ اجلاس جو کہ مورخہ 17 جون 1997ء سے شروع ہوا، آج اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ رواں اجلاس کے دوران اسمبلی نے سالانہ میزانیہ بابت سال 97-98ء اور ضمنی میزانیہ بابت سال 1996-97ء کی منظوری دی۔ اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش اور منظور ہوا۔ 13 قراردادیں منظور کیے۔ علاوہ ازیں خصوصی کمیٹی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی فائنل رپورٹیں بھی ایوان میں پیش ہوئیں۔ جبکہ 101 سوالات دریافت کیے گئے ہیں۔ اسمبلی نے تحریک استحقاق اور تحریک التوا بھی نمٹائیں۔ اور Zero Hour پر بحث کے دوران اراکین نے اپنے اپنے علاقوں کے مسائل اور مشکلات

پر کھل کر بات کی۔ مذکورہ امور کی انجام دہی کے سلسلے میں مجھے قائد ایوان اور حزب اقتدار نیز حزب اختلاف کے تمام اراکین کا مکمل تعاون حاصل رہا۔ اور تمام اراکین اسمبلی نے نہایت ہی صبر و تحمل سے ایک دوسرے اراکین کی تقاریر سنیں اور مثبت طرز عمل اختیار کیا۔ حزب اختلاف کا رویہ تعمیری رہا، یہ سب باتیں پارلیمانی تاریخ میں ایک نیک شگون ہیں۔ اور جمہوریت کے لیے مثبت اقدام ہیں۔ میں تہہ دل سے تمام اراکین اسمبلی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ مکمل تعاون فرمایا۔ میں پریس اور صحافی حضرات کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ محنت سے انجام دی۔ میں تمام محکمہ جات و دیگر اداروں کا شکر گزار ہوں جو اسمبلی اجلاس کے دوران ہمارے ساتھ شریک رہے۔ آخر میں میں اسمبلی سیکرٹریٹ کے افسران اور عملہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے دن رات محنت کر کے اسمبلی کی کارروائی وقت پر انجام دہی کو یقینی بنایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ خوشگوار ماحول آئندہ بھی برقرار رہے۔ اب سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم پڑھ کر سنائیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی:

### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by clause(b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I, Mian Gul Aurangzeb, Governor of Balochistan, hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on Saturday the 12th July, 1997, after the session is over.

(اسمبلی کا اجلاس 11 بجکر 43 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆